Lesson 20. Al-Baqarah (Ayaat 163 - 171): Day 73 سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوۡ يَرَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡٓا اِذۡ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَۙ اَنَّ الۡقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک (خدا) بناتے اور ان سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔ اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے کہ سب طرح کی طاقت خدا ہی کو ہے۔ اور یہ کہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

یہاں بہت حسرت کا انداز ہے۔ جو اللہ کو چھوڑ کر یا اللہ کو مانتے ہوئے دوسروں کو شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ کیسے ؟ کہ وہ اُن سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرتے ہیں یا اللہ سے ہونی چاہئے۔

ایمان والے تو بس اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں شرک کے لئے لفظ ظلم آیا ہے۔ سورۃ لقمان بھی آتا ہے۔ ان الشرك ظلماً عظيم ۔ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کی زبان پر اور دل میں یہی بات ہو گی کے بے شک سب طرح کی طاقت تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ دنیا میں تو انہوں نے دوسروں کے ساتھ بانٹی ہوئی تھی۔ قوت اور عذاب سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہو گا۔ پیچھے اللہ کا مقام تھا۔ یہاں اللہ کی طاقت کا اظہار ہے۔ اللہ یہ نہیں کہتا کہ مجھے مانو۔ اللہ یہ فرماتا ہے کہ صرف مجھے مانو۔

اللہ یہ نہیں کہتا مجھ سے محبت کرو وہ فرماتا ہے کہ صرف مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرو۔

کچھ لوگ مظاہر پرست ہوتے ہیں۔ کسی نے کوئی کرامت دکھادی تو وہ ان کو پیر صاحب بنا کر اُن کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ یہاں شرك فی المحبّة کی بات ہے۔ یہاں قبروں پر سجدوں کی بات نہیں۔

یہاں صرف یہ بات ہے کہ کہ جو محبت صرف اللہ سے ہونی چاہیئے وہ دوسروں سے کرتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ محبت میں دوسروں کو شریک کرلیتے ہیں۔ محبت۔ حُبّ سے ہے۔ حبہ دانہ ہے۔ جو دانہ زمین میں جائے گا اسی کا پوداا ُگے گا۔ بیج کو غلطی نہیں لگتی، کسان کو غلطی لگ سکتی ہے۔ جب دل میں اللہ کی محبت کا بیج بوئیں گے تو اللہ سے اطاعت کا پوداا ُگے گا۔ پھر اللہ کی محبت میں Surrender & Submission کریں گے۔ اس آیت کا پچھلی آیت سے ربط ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ سے محبت تو کرتے ہیں لیکن نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ سے محبت کریں اور دل اللہ کے آگے جھکنا نہ چاہے؟ اور اللہ سے ملاقات کو دل نہ چاہے۔

کسی کا اخلاق اچھا ہو لیکن روزہ نہ رکھے۔ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ زبان سے اظہار کلمہ پڑھ کر کرتے ہیں اور اس کا عملی اظہار یُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ ہم عبادت سے کرتے ہیں۔ نماز سے اللہ سے تعلق جُڑتا ہے۔

اور پھر ہم اللہ کے بندوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَۙ اُن پر خرچ کرتے ہیں۔ کوئی آدھے دل سے مومن نہیں بن سکتا۔

اور دوسری طرف اگر نماز روزہ کرتے رہیں لیکن اللہ سے محبت ہی نہیں ہے تو وہ منافقت ہے۔ عبداللہ بن ابی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ مسجد جاتا تھا اور جہاد کے لئے بھی نکلتا ہے۔

اور اگر دل سے تو مانتے ہیں کہ اللہ الٰہ ہے لیکن زبان سے انکار کرتے ہیں تو وہ ابو جہل کی طرح ہے۔ وہ دل میں مانتا تھا کہ نبی پاکؐ کا پیغام سچّا ہے لیکن زبان سے اقرار نہیں کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا میں مانتا ہوں کہ یہ دین سچّا ہے لیکن پھر مجھے اس دین پر عمل کرنا پڑے گا۔

آج کا مسلمان کیا کہتا ہے؟ کہ مسلمان ہو جاؤ پھر زنا کرو، سود کھاؤ، نماز نہ پڑھو۔ اُمتِ محمدیہ کی بخشش ہو جائے گی۔ یہ بھی غلط عقیدہ ہے۔

کیا ہم دوسروں سے محبت کرسکتے ہیں؟ کرسکتے ہیں لیکن سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہیئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ یہاں Superlative Degree استعمال ہوئی ہے۔

سورۃ آل عمران آیت 14 میں ہے۔ لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

یعنی ماں باپ سے پیار کریں۔ باقی چیزوں سے بھی محبت کریں لیکن سب سے شدید محبت اللہ سے ہونی چاہیئے۔ ہم کسی سے محبت کیوں کرتے ہیں؟

1. ہماری ضرورت پوری ہوتی ہے، جیسے بچپن میں ماں سے بچّہ کرتا ہے۔ جو بھی بچّے کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ بچہ اُسی سے محبت کرنے لگتا ہے۔ یہ محبت بالضرورت ہے۔

2. کسی کے حُسن کی وجہ سے محبت ہوتی ہے۔ ہمیں خوبصورت چیزیں پسند آتی ہیں۔ کائنات کے حسین نظارے پسند آتے ہیں۔ گلاب کے پھول سے محبت ہو جاتی ہے۔ اللہ خود بے حد حسین ہے اور وہ حسن کو پسند فرماتا ہے۔ ان اللہ جمیل ویحب الجمال۔
3. ہمیں چیزوں سے لذّت کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ جیسے مزیدار کھانے اور چاکلیٹ سے محبت۔ ہمیں مال سے آسائشوں کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔

تو ہمیں اللہ سے محبت ہونی چاہیئے وہ ہماری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ سورۃ النمل میں اللہ فرماتا ہے؛

بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو ﴿۶۲﴾

ہماری سب ضرورتیں اللہ ہی پوری کرتا ہے۔ آج کل بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ بے حد حسین ہے۔ جب جنّتی اللہ کو دیکھیں تو انہیں جو لذّت ملے گی وہ جنّت کی سب لذّتوں اور آسائشوں سے بہتر ہوگی۔ جس کو اللہ سے محبت ہو جائے وہ دل کو تڑپا دیتی ہے۔ اپنے اندر اللہ کی محبت پیدا کریں۔ پھر اپنے گھر والوں کو اللہ سے جوڑ دیں۔ میں جو بھی کرتی ہوں اللہ کی محبت میں کرتی ہوں۔ یہ تو ایسی لذّت ہے جس کو لگ جاتی ہے وہی جانتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو - عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

دعا کریں کیونکہ نبی پاکؐ بھی یہ دعا کیا کرتے تھے۔

. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي ...

یااللہ میں آپ سے آپکی محبت کا سوال کرتی ہوں اور اس چیز کی جس سے آپ کو محبت ہے۔ اور ایسے عمل کرنے کی جو آپ کی محبت تک پہنچادے۔ اور میرے نفس کو آپ اپنی محبت کی طرف موڑ لیں۔

تو ہمیں اللہ سے اپنی ضرورت کی وجہ سے، حسن کی وجہ سے اور لذّت کی وجہ سے محبت ہے۔

ہمیں اپنے آپ سے بھی زیادہ اللہ سے محبت ہونی چاہئے۔ ہمارا نفس پتا نہیں کتنی بار ہم سے کہتا ہو گا کہ اپنے نفس کی مرضی پر چلیں۔ اپنے مال سے بھی زیادہ اللہ سے محبت کریں۔

ہم جن چیزوں کے پیچھے بھاگتے ہیں انہیں ہی اپنا سب کچھ بنایا ہُوا ہے۔ کسی نے مال کو معبود بنایا ہُوا ہے۔ کوئی فیملی کے پیچھے لگ کر اللہ کو بھلا بیٹھا ہے۔ کوئی ملازمت کو معبود بنا کر بیٹھا ہُوا ہے۔ کوئی اپنے حسن کے پیچھے کوئی اولاد کے پیچھے ہے۔ ہمیں شوہر، اولاد، حتیٰ کے والدین سے بھی زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ یہ دعائیں اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔

ایک یہ دعا بھی نبی پاکؐ کرتے تھے۔ وأسألك لذة النظر إلى وجهك والشوق إلى لقائك

یااللہ میں آپ سے آپ کے چہرے کی محبت کی لذّت کا سوال کرتا ہوں۔ اور آپ سے ملاقات کے شوق کی دعا کرتی ہوں۔ سچّ بتائیں ہم نے کب اللہ سے اُس کی محبت مانگی ہے؟ ہمیں تو دنیا کے ہی غم لگے رہتے ہیں۔ دعا کریں ہمیں اللہ کی محبت مل جائے۔ اللہ کی محبت آپ کی زندگی کو میٹھا کر دے گی۔

آپ سوچیں ذرا اللہ جیسا سب جہانوں کا مالک اور بادشاہ وہ کہتا ہے آؤ میں تمہاری پکار سنتا ہوں اور انسان غافل ہو کر سویا رہے۔ اگلی آیت پڑھ کر میرے اندر دکھ بھر جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ چھپا ہُوا ہے اس لئے ہم اس کا درجہ دوسروں کے دے دیتے ہیں۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿١٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾ اس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیرووں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الہیٰ) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے ﴿١٦٦﴾ (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اسی طرح خدا ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے ﴿١٦٧﴾

اس کو پیر اور مرید والا تعلق سمجھ لیں۔ یہاں یہ بات سمجھ آتی ہے وماقدر اللہ حق قدرہ۔ یعنی ہم نے اللہ کی وہ قدر ہی نہیں کی جس کو وہ حقدار ہے۔ عام طور پر لوگ دو طرح کے پیر بناتے ہیں۔

ایک وہ جو اپنے دور کے مواحد۔ ساری زندگی لوگوں کو اللہ کا دین سکھاتے رہے۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ سے جوڑا۔ لوگ ان سے محبت کرنے لگے۔ مثال کے طور پر معین الدین چشتی، علی ہجویری، گنج بخش۔ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو بے پناہ عزّت دے کر ان کی قبر کو بھی نمایاں کر دیا جس کی مسلمانوں کو اجازت نہیں ہے کیونکہ اس سے شرک کا ڈر ہوتا ہے۔ یہاں اس دور کے لوگوں سے ایک

غلطی ہو گئی کہ ان کی قبر الگ سے بنادی۔ اس وقت کوئی غلط نیّت نہیں تھی۔ یہ سب انہوں نے محبت میں کیا تھا۔ آنے والی نسلوں نے اس الگ قبر سے غلط پیغام لیا اور ان کو پیر سمجھ کر قبر پرستی شروع کر دی۔

دوسرے وہ پیر جو بس اپنی گدّی پکّی کرتے ہیں۔ دین سے بھی واجبی سا تعلق ہوتا ہے۔ اور نہ اللہ سے محبت نہ اللہ کے بندوں سے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں۔ یہاں کسی نیک بزرگ کے بارے میں نہ سوچیں۔

تو وہ لوگ جن لوگوں نے جھوٹی اُمیدیں لگائی ہونگی۔ وہ افسوس کر رہے ہونگے۔ حسرت سے یہ سب کہہ رہے ہونگے۔ مثال؛

آپ پاکستان سے زیادہ سامان لے آتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ فلاں صاحب آپ کا سامان نکال دینگے۔ آپ ۲۰ کلو کی بجائے ۴۰ کلو سامان لے جاتے ہیں۔ اور ائیر پورٹ پر وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں تو سامان نکال ہی نہیں سکتا۔

بالکل اسی طرح قیامت والے دن وہ بزرگ کہیں گے کہ ہم تو کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ اب آپ کیا کرینگے؟ کیا یہ معصومیت اور بھولا پن ہے یا بیو قوفی۔ کہ نیک عمل کرنے کی بجائے آپ نے نیک عمل نہیں کیئے آخرت کی تیاری ہی نہیں کی۔

حضرت علیؓ کا واقعہ ہے۔ ایک کافر نے علیؓ سے کہا تم مسلمان کتنے بیو قوف ہے اور دنیا میں کچھ عیش ہی نہیں کرتے، کوئی آخرت وغیرہ نہیں ہے۔ علیؓ نے فرمایا، بھائی سمجھ لو کہ اگر آخرت نہیں ہے اور میں

ویسے ہی ڈر رہا ہوں۔ تو میرا کیا گیا؟ نیکی کر کے مجھے خود سکون ہی ملتا رہا۔ اور اگر آخرت واقعی ہے اور اللہ نے حساب لے لیا تو پھر میں تو کامیاب ہو گیا تمہارا کیا ہو گا؟ یہ بات سن کر وہ کافر مسلمان ہو گیا۔

ہمیں اللہ نے الحمدللہ قرآن سے جوڑ دیا۔ ہم نے جہالت دور کرنی ہے۔ دوسروں کو بھی قرآن سے جوڑنا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی فکر کرنی ہے۔ علم کے چراغ روشن کریں۔

پچھلی آیات کا خلاصہ: اس دنیا میں صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔ اللہ ایک ہے وہ ہماری ضرورتوں کو پوری کرتا ہے۔ وہ خالق ہے۔ وہی اس دنیا کو تنہا چلا رہا ہے۔ انسان کا ایمان جب پختہ ہوتا ہے تو وہ دوسری طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ اللہ کی ذات کے لئے کوئی مثال نہیں ہے۔ اللہ ایک اس لئے کہ صرف اُسی کا حکم چلے گا۔ دو ڈرائیور ایک گاڑی نہیں چلا سکتے۔ ہم نے اللہ کی نشانیاں بھی دیکھیں۔ دنیا میں کوئی اس جیسا نہیں اور کوئی اس کے برابر بھی نہیں۔ سورۃ شوریٰ میں اللہ نے فرمایا؛

۔۔۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ اور وہ دیکھتا سنتا ہے ﴿۱۱﴾

ہم اسی کی مخلوق ہیں۔ یاد رکھیں نبیوںؑ نے ہمیں بتایا کہ ہمارا ربّ کون ہے اور یہ بھی کہ کون ربّ نہیں ہے۔ ہم نے کسی سے محبت کے تین اسباب بھی دیکھے۔ اللہ سے محبت میں یہ سب آتے ہیں۔

دنیا کی محبت میں ایک یا دو سبب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کی محبت میں تینوں اسباب آتے ہیں۔ پانچ وقت کی محبت میں اللہ سے ملاقات کی لذّت ہے اور یہ اللہ سے آخرت کی ملاقات کی تیاری بھی ہے۔ جس سے محبت ہوتی وہ اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔ دنیا میں نماز اس کا تعارف ہے۔ جب نماز سمجھ آئے گی تو پھر ہی وہ خوشی ملے گی۔ اللہ سے ہماری محبت اس کی خوبیوں کی وجہ سے بھی ہے۔ ہم اللہ کے

سامنے بے بس ہیں۔ اللہ کا کائنات پر پورا کنٹرول ہے۔ سائنس کی اتنی ترقی کے باوجود ہر چیز پر اللہ کا قبضہ ہے۔ سورج چاند ستارے، موسم، انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ کہیں دن لمبے کہیں راتیں۔ کہیں گرمی کہیں سردی۔ اللہ نے اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ آیت الایت میں اللہ کی بارہ نشانیاں دیکھیں۔ دکھ سکھ بیماری سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

ہدایت اللہ ہی عطا فرماتا ہے۔ جب اللہ سپریم پاور ہے تو اُسی کے آگے جھک جاؤ۔ ہم یہ چیزیں روز دیکھتے ہیں اور پھر غور کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ بچّے کا دنیا میں آنا ایک معجزہ ہی ہے۔ اگر ہم نے بچّے کی پیدائش نہ دیکھی ہوتی تو کیا ہم یقین کر سکتے تھے؟

اللہ پانی پر کشتی چلاتا ہے۔ بحری جہاز کو کون پانی پر چلاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے وہ پانی کے اوپر رہتا ہے۔ سوئی تک ڈوب جاتی ہے لیکن اتنے ٹن کا جہاز نہیں ڈوبتا۔ کہتے ہیں کہ جب ٹائی ٹینک بنا تو کمپنی نے کہا کہ یہ اتنا مضبوط ہے کہ خدا بھی نہیں ڈبو سکتا، پھر دیکھ لیں اُس کا کیا حشر ہُوا؟

اللہ آسمان سے پانی نازل کرتا ہے۔ دیکھ لیں بارش کیسے ہوتی ہے۔ ہوائیں کیسے پانی کو لے کر پھرتی ہیں۔ بارش اور پانی کیسے ہمیں مفت میں مل رہا ہے۔ اللہ کنٹرول کر رہا ہے۔ اسی پانی سے پھر کیسے فصلیں، پھل اور پھول اُگتی ہیں۔ کبھی پھلوں کے رنگ اور ذائقے پر غور کریں۔ مالٹے کو دیکھ لیں۔ جب بھی فروٹ چاٹ بنائیں تو سب پھلوں پر غور کریں۔ کون بنا سکتے ہیں؟ صرف اللہ!

اللہ کے بنائے ہوئے انسان، جانور، مویشی، پرندے، پیٹ کے بل کے چلنے والے، سب پر غور کر لیں۔ انسان کی بچّے سے لے کر بڑھاپے تک کی تبدیلیوں پر غور کریں۔

بادل پر غور کریں۔ زمین کی کشش پر غور کریں۔ ہر چیز میں ایک توازن رکھا گیا ہے۔ صرف عقل والے ہی اللہ کو محسوس کرتے ہیں۔ ہم خالق کو چھڑ کر مخلوق میں کھو گئے ہیں۔ عقل والوں کے لئے کائنات ہی سب سے بڑا اُستاد ہے۔ ابراہیمؑ نے سورج، چاند، دستاروں کے دیکھ کر ہی اللہ کو پہچانا۔

اللہ والی محبت کسی سے نہین کی جاسکتی۔ ایمان والے سب سے شدید محبت اللہ سے کرتے ہیں۔ اللہ چاہتے ہیں کہ ہم باقی لوگوں سے بھی محبت کریں۔

اب یہ کیسے پتا چلے کہ ہم اللہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ جس کی ہم بات مانتے ہیں، اسی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اگر ہم والدین، دوست یا خاوند کی بات مانتے ہیں اور اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔ تو یہ شرک المحبہ ہے۔ کہ ہم لوگوں کو خوش کرتے ہیں۔ روزِ قیامت وہ ہم سے بیزار ہوں گے کہ ہم نے تو یہ نہیں کہا تھا۔ ہمیں چاہیئے کہ اللہ کو راضی کرلیں۔ پھر اللہ سے ہی دعا کریں کہ وہ لوگوں کے دل نرم کر دے۔

مکہ میں بھی یہی ہُوا کہ بچّے مسلمان ہو جاتے اور والدین ابھی مشرک تھے۔ مصعبؓ بہت امیر تھے، مسلمان ہوئے تو گھر سے نکال دئے گئے۔ ابراہیمؑ کے والد نے بھی گھر سے نکال دیا اور جلانے کے لئے آگ تیار کروادی۔ ابوہریرہؓ کی ماں مسلمان ہونے پر اِن سے ناراض ہوگئی۔

بلالؓ سخت ظلم سہتے لیکن اللہ کی مھبت میں سب کچھ برداشت کرتے۔

اللہ کی محبت ٹاپ پر ہونی چاہئے۔ اللہ ناراض نہ ہو، باقی سب ناراض ہو جائیں گے تو خیر ہے۔ تو بس فیصلہ کرلیں کہ ہم نے اللہ کو ناراض نہیں کرنا۔

سورہ عبس میں اللہ کا ارشاد ہے؛ تو جب (قیامت کا) غل مچے گا ﴿۳۳﴾ اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا ﴿۳۴﴾ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے ﴿۳۵﴾ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے ﴿۳۶﴾ ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہو گا جو اسے (مصروفیت کے لیے) بس کرے گا ﴿۳۷﴾

اس میں وہ سب بزرگ بھی آجاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری سفارش کر دینگے۔ وہ کسی کام نہیں آئیں گے۔ پھر انسان پچھتائے گا۔ انسان حسرت کرے گا۔ عربی میں حسرت کے معنی ہیں کسی چیز کو ننگا کرنا اور اس پر سے پردہ ہٹانا۔ حسرت کے معنی شرمندگی کے بھی ہیں۔ کسی چیز کا ہاتھ سے کھو جانا۔

حسرت غم ہے۔ ان کے عمل حسرت بن جائیں گے۔

ایک مسلمان سے پہلا تقاضہ یہ ہے کہ وہ توحید پر جم جائے۔ اُمتِ مسلمہ اُمتِ وسط تب بنے گی جب توحید آئے گی۔ لوگ کہتے ہیں اسلام کیا ہے؟ اسلام لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ہے۔ پوری شریعت اس میں آجاتی ہے۔ اسلام بہت آسان دین ہے۔

جب اللہ کو مان لیا تو پھر اللہ کی بات بھی مان لیں۔